© rasailojaraid.com

دہیں گے ان میں سے حضرت مولانا نذیر حسین[1] صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا شیخ محمد نور علی محدث سہسرامی (۱۲۱۵ھ - ۱۲۶۲ھ) تلمیذ حضرت شاہ محمد اسحٰق دہلوی؛ مولانا ولایت علی صاحب رسالہ عمل بالحدیث، مولانا فیاض علی جعفری صادق پوری صاحب فیض الفیوض، مولانا عبد الرحیم آبادی مصنف حسن البیان، مولانا فضل حسین بہاری، مولانا مشہود الحق عظیم آبادی، مولانا عبد الغفار مہدانوی و مولانا ابو محمد ابراہیم آروی رحمہم اللہ رحمۃ واسعۃ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

اب آئیے تھوڑی دیر ڈیانواں، شکرانواں، اور نیمی کے اس زریں دور کی یاد تازہ کریں جسے تاریخ کبھی نہیں دہرائے گی :

متی تعود لیال نیک لی سلفت وهم یقولون ان الدهر دوار

ڈیانواں | جب تک علوم اسلامیہ کی دنیا آباد رہے گی ڈیانواں اور اس کے فرزند جلیل علامہ ابو الطیب شمس الحق بن امیر علی بن علی بن حیدر الصدیقی کی یاد تازہ ہوتی رہے گی، کچھ زیادہ دن کا قصہ نہیں ہے کہ بہار کا یہ چھوٹا سا خطہ علم حدیث کی ضو فشانیوں سے بقعۂ نور بنا ہوا تھا، یہیں التعلیق المغنی علی سنن الدارقطنی، غایۃ المقصود اور عون المعبود جیسی اہم کتابیں لکھی گئیں۔

علامہ شمس الحق ڈیانوی مشہور محدث علامہ نذیر حسین (م ۱۳۲۰ھ) کے ارشد تلامذہ سے ہیں آپ کو قاضی حسین بن محسن انصاری سے بھی اجازت حاصل تھی؛ آپ نے اپنے شیوخ

---

[1] قریۂ سورج گڈھ میں پیدا ہوئے (عون المعبود ۳/۱ بحوالہ نہایۃ الرسوخ) ان کی کتاب معیار الحق، تنویر الحق مصنفہ محمد شاہ پنجابی کے جواب میں ہے۔ [2] تفصیل کے لئے دیکھو معارف فروری ۱۹۴۳ء ج ۲۹ ص ۱۳۳-۱۳۷، [3] یہ رسالہ تین فصلوں میں ہے، (الف) فقہ کی تعریف و محاسن (ب) تقلید کا محل جواز و عدم جواز (ج) علم قرآن و حدیث کی تسہیل ان کے دوسرے رسائل: رد شرک، اربعین فی المہدیین، رسالہ دعوۃ، تیسیر الصلوٰۃ، شجرۂ باثمرہ تبیان الشرک وغیرہ ہیں [4] یہ کتاب ۱۲۷۶ھ میں دہلی سے شائع ہوئی [5] ان کی ایک تصنیف تجرز غارہ مولانا شاہ ارشاد حسین رامپوری کی کتاب انتصار الحق بجواب معیار الحق کے جواب میں ہے [6] مولانا عبد الغفار مہدانوی اور مولانا ابراہیم آروی دونوں نے الادب المفرد للبخاری کا اردو ترجمہ کیا ہے، اول الذکر کا ترجمہ سلیقہ ۱۳۰۹ھ میں مرتب ہوا پوری کتاب تین حصوں میں منقسم ہے، اس میں کل تیرہ سو اٹھائیس حدیثیں ہیں، زبان با محاورہ اور سلیس ہے، ثانی الذکر کا ترجمہ طریق النجاۃ کے نام سے موسوم ہے ان کا انتقال ۱۳۱۹ھ میں مکہ معظمہ میں ہوا، تفصیل کے لئے دیکھو جامعہ جلد اول [7] التعلیق المغنی مطبع انصاری دہلی میں طبع ہوئی [8] دیکھو مقدمہ التعلیق المغنی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے حالات میں نہایۃ الرسوخ فی معجم الشیوخ لکھی سنن ابی داؤد کی شرح غایۃ المقصود علامہ موصوف کی بہت بڑی تصنیف تھی جو بتیس اجزاء کو محیط تھی شاید اس کا ایک آدھ جزء[1] چھپا تھا، اسی کا اختصار ہے بین عون المعبود ہے، غایۃ المقصود[2] کی تلخیص و اختصار کا کام علامہ شمس الحق ڈیانوی کے برادر خورد ابو عبدالرحمٰن شرف الحق معروف بہ محمد اشرف ڈیانوی نے شروع کیا تھا پھر معلوم ہوتا ہے کہ مولانا شمس الحق بھی اس کی تلخیص میں شریک رہے لیکن آخری دونوں جلدوں کی تلخیص میں یہ شرکت ختم ہو جاتی ہے اور ان جلدوں کی تلخیص مولانا شمس الحق نے بذات خود کی یہی وجہ ہے کہ پہلی دو جلدوں کے بعد مولانا شرف الحق کا نام نہیں آتا۔

اس شرح کے سلسلہ میں علامہ مذکور کی ایک بڑی علمی خدمت یہ ہے کہ سنن ابی داؤد کے متن کی تصحیح میں انھوں نے خاص اہتمام کیا تھا، چنانچہ سنن کے گیارہ[3] نسخے جمع کئے گئے جن میں سے تین مطبوعہ اور آٹھ مخطوطہ نسخے تھے، ان مخطوطات کی تفصیل یہ ہے:

۱۔ نسخہ مکتوبہ ۱۱۰۰ھ ہجری، بخط شیخ عبدالعزیز[4] صدیق بن محمد حنفی زبیدی تلمیذ علامہ زکی الدین طاہر بن حسین بن عبدالرحمٰن، یہ نسخہ مصحح اور اصل سے مقابلہ کردہ تھا۔

۲۔ نسخہ مکتوبہ ۱۰ ارشوال ۱۱۴۷ھ بخط شیخ محمد خلیلی۔ اس پر علامہ مرتضیٰ زبیدی کے خطوط تھے

۳۔ نسخہ مکتوبہ ۱۱۸۳ھ بخط سید یحییٰ بن احمد بن علی بن احمد بن حسین یمنی۔

۴۔ نسخہ صحیحہ عتیقہ ناتمام حضرت مولانا نذیر حسین دہلوی سے مستعار۔

۵۔ نسخہ مکتوبہ ۱۲۲۴ھ بخط مرزا احسن علی محدث لکھنوی، اس پر علمائے کرام کے خطوط تھے حضرت مولانا عبدالحئی لکھنوی سے مستعار۔

۶۔ شیخ عبدالغنی بن اسمٰعیل نابلسی کے نسخہ سے مقابلہ کیا ہوا نسخہ، شیخ نابلسی کے نسخہ کی عبارت سے ظاہر ہے کہ یہ ۱۰۹۶ھ میں بارہ نسخوں سے مقابلہ کیا گیا تھا۔

---

[1] عون المعبود ج ۴ صفحہ ۵۵۳ [2] عون المعبود ج ۴ صفحہ ۵۵۲، ۵۵۳ [3] ...

[4] یہ نسخہ مولانا تلطف حسین کی ملکیت تھا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۷۔ قاضی حسین بن محسن انصاری یمانی کے اصل مصحح نسخہ سے مقابلہ کردہ نسخہ۔

۸۔ نسخۂ قدیمہ عتیقہ ناتمام جو ابو بکر محمد بن بکر بن محمد بن عبد الرزاق التمار البصری معروف بہ ابن داسہ[1] کی روایت کا تھا۔ نسخ مطبوعہ میں سے ایک مصری نسخہ تھا جس کی طباعت سنہ ۱۲۸۰ھ میں ہوئی۔ دوسرا دہلی کا چھپا ہوا تھا جو حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری رحمۃ اللہ کے اصل مکی نسخہ سے منقول اور اس کے علاوہ چند قدیم نسخوں سے مقابلہ کردہ تھا، یہ نسخہ سنہ ۱۲۷۲ھ میں چھپا، تیسرا نسخہ معری عن الحواشی ہندوستان ہی کا مطبوعہ تھا۔ متن کی تصحیح و معارضہ میں جن لوگوں نے علامہ کی مدد کی تھی ان میں سے مولانا عبد الرحمٰن مبارکپوری صاحب تحفۃ الاحوذی (م سنہ ۱۳۵۳ھ) اور مولانا شرف الحق ڈیانوی خاص طور پر قابل ذکر ہیں، اس شرح کے سلسلہ میں جن نادر و کمیاب کتب کی طرف مراجعت کی گئی تھی ان میں سے بعض کتابیں یہ ہیں: تحفۃ الاشراف[2] حافظ مزی، مختصر السنن حافظ منذری، جامع الاصول حافظ ابن الاثیر، معالم السنن خطابی، معرفۃ السنن والآثار بیہقی، المنتقیٰ ابن تیمیہ، کتاب الاحکام حافظ عبد الحق اشبیلی، نصب الرایہ زیلعی، حاشیۃ السنن ابن القیم، تلخیص الحبیر حافظ ابن حجر، استیعاب حافظ ابن عبد البر، اسد الغابہ ابن الاثیر، تجرید اسماء الصحابۃ ذہبی، اصابہ ابن حجر وغیرہ ان میں سے بعض کتابیں آج تک نادر و نایاب ہیں جو علامہ موصوف کے کتب خانہ کی زینت تھیں۔

ان کا دوسرا کارنامہ التعلیق المغنی ہے جو سنن دارقطنی کی نہایت بہتر شرح ہے، سنن دارقطنی کی تصحیح میں بھی انھوں نے متعدد مخطوطات کا مقابلہ کیا، اس کا نہایت عمدہ خوشخط کامل نسخہ ان کی ذاتی ملکیت تھا مقابلہ کے لئے مولانا صدیق حسن خاں سے ایک کامل نسخہ مستعار لیا اور مولانا رفیع الدین بہاری کا نسخہ بھی پیش نظر رکھا۔

مذکورۂ بالا تالیفات کے علاوہ اعلام اہل العصر فی احکام رکعتی الفجر اور دوسرے رسائل فروعی مسائل پر ان کی یادگار ہیں، ڈیانواں کا کتب خانہ ہندوستان کے عجائب میں سے تھا جس میں خصوصی

---

[1] ھکذا فی معالم السنن للخطابی و فی تہذیب الاسماء: محمد بن ابی بکر بن عبد الرزاق بن داسۃ بفتح السین و تخفیفہا۔

[2] ابو الحجاج یوسف بن عبد الرحمٰن بن یوسف بن جمال الدین المزی القضاعی الشافعی انھوں نے اپنی کتاب تحفۃ الاشراف بمعرفۃ الاطراف کی تصنیف سنہ ۶۹۶ھ میں شروع کی تھی اور سنہ ۷۲۲ھ میں اس سے فارغ ہوئے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

طور پر احادیث نبویہ کے نادر مخطوطات کا بیش قیمت ذخیرہ تھا، چنانچہ ابن القیم کی تہذیب السنن، امام زکی الدین منذری کی تلخیص، خلق افعال العباد للبخاری اور کتاب العرش والعلو للذہبی، جیسی کتابیں اسی کتب خانہ کے اصل نسخوں کے مطابق طبع ہوئیں، لیکن افسوس کہ آں قدح بشکست وآں ساقی نماند، اس کتب خانہ کے سیر کرنے والے لوگ اب بھی موجود ہیں جو اس خزانۂ علم کا مرقع صفحۂ قرطاس پر کھینچ دیں تو اس کی عظمت رفتہ کے دھندلے نقوش ابھر آئیں۔

شکراواں | مولانا شمس الحق ڈیانوی کے ہم عصر و ہم مشرب مولانا رفیع الدین شکراواں کے مشہور صاحب عز وجاہ ذی علم تھے ان کا علمی ذوق بھی بلند تھا، حدیث سے شغف رکھتے تھے، نوادر مخطوطات کا بیش بہا ذخیرہ انھوں نے بھی جمع کیا تھا ان کے اخلاف کے پاس پورا کتب خانہ اب تک محفوظ ہے اس کتب خانہ کی اہمیت کے لئے اتنا کافی ہے کہ ابو عبداللہ محمد بن یوسف سورتی تلمیذ علامہ طیب مکی نے بہار کے جن کتب خانوں کی سیر کی تھی ان میں سے ایک مولانا رفیع الدین کا کتب خانہ بھی تھا۔

مولانا موصوف نے کتاب التمہید ابن عبدالبر کی نقل مدینہ طیبہ سے منگوائی تھی! آپ کے پاس سنن دارقطنی کا ایک ناتمام لیکن بہت ہی قدیم و صحیح نسخہ تھا اس نسخہ کی قدر و قیمت اس سے ظاہر ہے کہ بائیس حفاظ و محدثین کے دستخط اس پر موجود تھے ان میں سے حافظ ابوالحجاج بن یوسف دمشقی، عبدالمومن بن خلف دمیاتی عبدالرحیم بن حسین العراقی، حافظ ابن حجر عسقلانی، شیخ عبید اللہ بن عمر العجمی، شیخ صالح الفلانی جیسے اساطین حدیث بھی ہیں۔

سلیمان بن احمد بن ایوب الطبرانی (۲۶۰ھ / ۸۷۳ء - ۳۶۰ھ / ۹۷۱ء) کی کتاب[1] المعجم الصغیر کا نسخہ مکتوبہ ۱۲۱۶ء جو پٹنہ لائبریری میں موجود ہے، مولانا رفیع الدین ہی کا عطیہ ہے، یہ نسخہ بہار کے مشہور صاحب جاہ و ثروت مولانا عبدالعزیز مرحوم کو مکہ معظمہ میں دستیاب ہوا تھا جس کو انھوں نے مولانا رفیع کے پاس شکراواں بھیجا تھا۔

نیمی | نیمی کو پورب کے محدث یگانہ محمد بن علی معروف بہ ظہیر احسن شوق رحمہ اللہ کے مولد و منشا

---

[1] کیٹلاگ کتب خانہ شرقیہ بانکی پور، ج ۵ حصہ اول طبع ۱۹۲۵ء

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہونے کا شرف حاصل ہے علامہ نیموی کی مشہور تصنیف آثار السنن اپنے خصائص و مزایا کے لحاظ سے شاہکار سمجھی جاتی ہے۔ علامہ نیموی کے پاس قلمی نوادر کا گراں بہا ذخیرہ تھا جو ۱۹۴۶ء کے طوفان حوادث میں بالکل برباد ہوگیا اور اب صرف اس کی یاد باقی ہے، انھوں نے مخطوطات کے تجسس میں کہاں کہاں کی خاک چھانی اس کا اندازہ ان نسخ عتیقہ کے حوالجات سے معلوم ہو سکتا ہے جو آثار السنن کی تعلیق اور ان کے بہتیرے فروعی رسائل میں بکثرت نظر آتے ہیں، حدیث میں نیموی کا درجہ اتنا بلند تھا کہ حسب بیان مولانا سعید احمد صاحب اکبرآبادی عمید مدرسۂ عالیہ کلکتہ محدث نبیل علامہ جلیل حضرت شاہ انور کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نیموی کو علامہ شوکانی پر ترجیح دیتے تھے۔

مذکورۂ بالا اساطین داعیان کے علاوہ مولانا عبدالرؤف داناپوری، مولانا اصغر حسین صاحب نزل الثوی رحمہما اللہ رحمۃً واسعۃً، اور مولانا ظفر الدین صاحب استاذ مدرسہ شمس الہدیٰ، مولانا فضل اللہ مونگیری نزیل حیدرآباد دکن، حضرت الاستاذ مفتی سید محمد عمیم الاحسان مجددی برکتی مدظلہ العالی کے اسماء گرامی اسی سلسلۃ الذہب کی کڑیاں ہیں: مولانا ظفر الدین صاحب کی جامع الرضوی رجال علم و فن تک پہنچ چکی ہے لہذا اس کے متعلق ارباب بصیرت خود ہی صحیح رائے قائم کر سکتے ہیں مولانا فضل اللہ صاحب نے الادب المفرد کی نہایت عمدہ شرح لکھی ہے جس کا تعارف برہان[1] کے صفحات میں راقم کے قلم سے گذر چکا ہے، اس شمارہ میں حضرۃ الاستاذ مفتی سید محمد عمیم الاحسان مدظلہ العالی کے علمی خدمات اور علی الخصوص ان کی تصنیف فقہ السنن والآثار کے بعض خصائص و محاسن پیش کرتا ہوں۔

حضرۃ الاستاذ کا موطن شیخ پورہ کا ایک قریہ رانکڑ ہے نشو و نما کلکتہ میں ہوئی، تحصیل علم کے تمام مدارج مدرسۂ عالیہ میں طے ہوئے، تحصیل سے فارغ ہوتے ہی جامع مسجد ناخدا کے مسند افتاء پر رونق افروز ہوئے اور جامع مسجد سے متصل مدرسہ میں تعلیم و تدریس کا مشغلہ بھی جاری رہا، مطالعہ کتب اور تالیف و تصنیف کا ذوق طالب علمی ہی میں پیدا ہو چکا تھا، اسی زمانہ میں مدرسۂ عالیہ کلکتہ

[1] اگست ۱۹۵۰ء ج ۲۵ ص ۱۰۵ - ۱۲۰

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے پرنسپل ڈاکٹر ہدایت حسین مرحوم نے جب دار قطنی کی کتاب الاسخیاء والاجواد کو ایڈٹ کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت مفتی صاحب نہایت بہتر معاون ثابت ہوئے۔

۱۹۴۳ء کے اوائل میں آپ کا تقرر مدرسہ عالیہ میں ہوا۔ تقسیم ہند کے موقع پر مدرسہ کے ساتھ پورا اسٹاف ڈھاکہ جا پہنچا آپ آجکل وہیں قیام پذیر ہیں۔ آپ کے متعدد رسائل وحواشی کی اشاعت ہوچکی ہے، یہ رسائل مصنف کے علمی ذوق کے آئینہ دار ہیں۔ چند مطبوعات حسب ذیل ہیں

۱۔ حواشی السعدی: شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ کے مقدمہ مشکوٰۃ المصابیح پر مفید ور از معلومات حواشی کا مجموعہ، اس مقدمہ کی ایک مستقل شرح آپ کی تصنیف سے ہے جو اب تک طبع نہیں ہوئی۔ حواشی السعدی اسی کی تلخیص ہے۔

۲۔ رسالہ مالا بد منہ للفقیہ۔

۳۔ ادب المفتی: یہ رسالہ پہلی دفعہ مدرسہ عالیہ کے عربی میگزین صوت العالیہ میں چھپا تھا اب مستقل طور پر طبع ہوا ہے اور مدرسہ عالیہ ڈھاکہ کے نصاب درس میں داخل ہے۔

۴۔ منۃ الباری: آپ کے جمیع مرویات کے اسانید و اجازت کا مجموعہ اس رسالہ کے ساتھ میزان الاخبار بھی چھپا تھا۔

۵۔ میزان الاخبار: اصول حدیث میں مفید رسالہ جو دراصل فقہ السنن والآثار کا مقدمہ ہے اس میں حنفی محدثین و فقہا کے اصول تصحیح و تضعیف کی وضاحت کی گئی ہے: یہ رسالہ الگ چھپا ہے اور مدرسہ عالیہ ڈھاکہ کے نصاب تعلیم میں شامل ہے۔

۶۔ اوجز السیر: سیرت پر مختصر رسالہ جو ابوالحسین احمد بن فارس بن زکریا کے رسالہ اوجز السیر لخیر البشر کے نہج پر ہے، احمد بن فارس کا رسالہ ۱۳۱۱ھ میں بمبئی سے شائع ہوا ہے۔

۷۔ التنویر: اصول تفسیر میں۔

۸۔ تحفۃ الاشراف: علامہ زمخشری کی تفسیر کشاف بقدر نصاب مدرسہ عالیہ پر مفید حاشیہ جو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تازہ بہ تازہ چھپا ہے، اس تعلیق کے سلسلہ میں مصنف کے پیش نظر علامہ قطب الدین تحتانی (م ۷۶۶ھ / ۱۳۶۴ء) کی شرح الکشاف بھی رہی ہے، جو شرح الکشاف للطیبی کی تنقیح و تلخیص ہے، یہ شرح رائل ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال کی لائبریری میں تحت رقم (۶۰) موجود ہے۔

مذکورۂ بالا مطبوعہ رسائل کے علاوہ آپ کی غیر مطبوع تصانیف کی فہرست طویل ہے، ان میں سے ایک مجموعہ ان احادیث مبارکہ کا ہے جو احسان و سلوک اور ترغیب و ترہیب جیسے مضامین سے تعلق رکھتے ہیں اس مجموعہ کا نام مناہج السعداء ہے، کنز العمال جو احادیث نبویہ کی انسائیکلو پیڈیا ہے آپ نے اس کی کلید و مفتاح مرتب فرما کر ایک بڑی علمی خدمت انجام دی ہے۔

فقہ السنن والآثار | آپ کی سب سے گرانقدر تصنیف فقہ السنن والآثار ہے جسے مصنف کا شاہکار کہا جائے تو بجا ہے اس میں احادیث کے احکام کو فقہی ابواب کے تحت جمع کر دیا ہے، حنفیت کی تائید و انتصار کے باوجود اس کتاب کی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ صرف حنفی مسلک کی مؤید حدیثوں پر جلیل القدر مصنف نے اکتفا نہیں کیا بلکہ انتہائی انشراح صدر کے ساتھ دوسروں کے ادلہ بھی پیش کئے ہیں پھر مختصر الفاظ میں توجیہ و توثیق یا مؤیدات حنفیہ کی وجہ ترجیح کی توضیح کی گئی ہے۔ ہر مسئلہ کے لئے صحیح ترین متن حدیث کے انتخاب کے بعد اس مسئلہ کے مزید دوسرے متون بقید اسامی مخرجین و رواۃ منقول ہیں رواۃ کے الفاظ میں اختلاف و زیادات کا اظہار بھی کیا گیا ہے اور اس طرح اکثر طرق کا استیعاب ہو گیا ہے، ہر حدیث کی اسنادی حالت اس کی تصحیح و تضعیف کے متعلق ائمہ فن کی رائے، رجال پر جرح و تنقید وغیرہ ایسے امور ہیں جن کی تبیین کا التزام علی وجہ الاختصار کتاب کے ہر حصے میں نظر آتا ہے۔

احکام کی مشہور تصانیف | احکام میں اکابر و اعیان کی جتنی تصانیف ہیں ان میں سے حافظ عبد الحق بن عبد الرحمٰن ازدی اشبیلی (م ۵۸۱ھ / ۱۱۸۵ء) کی کتاب الاحکام الکبریٰ، علامہ ابن تیمیہ حرانی کے جد بزرگوار ابو البرکات محمد بن عبد السلام (م ۶۵۲ھ / ۱۲۵۴ء) کی المنتقیٰ، محمد بن علی بن وہب معروف بہ ابن دقیق العید (م ۷۰۲ھ / ۱۳۰۲ء) کی کتاب الالمام باحادیث الاحکام اور اس کی شرح الالمام، ابن قدامہ حنبلی (م

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

الاحکام الکبریٰ کے نام بہت ہی مشہور ہیں، اس سلسلہ کی جو کتابیں طبع ہوئی ہیں ان میں سے تین اہم تصانیف حسب ذیل ہیں :۔

۱۔ المحرر فی الاحکام الشرعیۃ : حافظ شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن الشیخ عماد الدین احمد بن عبد الہادی المقدسی الحنبلی معروف بہ ابن قدامہ (م ۷۴۴ھ / ۱۳۴۳ء) کی تصنیف جو ابن دقیق العید کی کتاب کا ملخص ہے،

۲۔ بلوغ المرام : علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ / ۱۴۴۹ء) کی مشہور کتاب جس کو محمد بن عبدالعزیز ہاشمی جعفری نے بھوپال سے شائع کیا؛

۳۔ منتقی الاخبار : علامہ ابوالبرکات حرانی کی جو علامہ شوکانی کی شرح نیل الاوطار کے ساتھ چھپی ہے، اس موضوع پر ہندوستان کے حنفی محدثین کے قلم سے جو کتابیں نکلیں ان کی ایک فہرست ہدیۂ ناظرین ہے۔

۱۔ الغرۃ المنیفۃ فی ترجیح مذہب ابی حنیفۃ :۔ ابوحفص سراج الدین عمر بن اسحق الہندی الغزنوی (م ۷۷۳ھ / ۱۳۷۲ء) کی تصنیف، یہ اس موضوع پر پہلی تصنیف ہے۔

۲۔ فتح المنان فی تائید مذہب النعمان : شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ (م ۱۰۵۲ھ) کی تصنیف اس کے مخطوطہ نسخوں پر مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمی اور مولانا ابویحییٰ امام خاں صاحب نوشہروی کے نگارشات[۲] معارف میں ملاحظہ فرمائیے۔

۳۔ عقود الجواہر المنیفۃ فی ادلۃ الامام ابی حنیفۃ :۔ علامہ سید محمد مرتضیٰ بلگرامی زبیدی (م ۱۲۰۵ھ / ۱۷۹۰ء) کی تصنیف مصر و استنبول سے شائع ہوئی :۔

۴۔ آثار السنن : اس کے مصنف صوبۂ بہار کے محدث یگانہ علامہ ظہیر احسن شوق نیموی ہیں، یہ کتاب، کتاب الجنائز تک دو حصوں میں چھپی ہے۔

---

[۱] ترجمہ کے لئے دیکھئے الفوائد البہیۃ ص ۱۴۸-۱۴۹ الطبعۃ الاولیٰ ۱۳۲۴ء مطبعۃ السعادۃ مصر، ترجمۃ الخواطر ص ۹۵-۹۶ نیز حسن المحاضرہ سیوطی ۱/۲۰۰، ۲/۱۰۹ و مفتاح السعادۃ ۲/۵۸-۵۹ [۲] اول الذکر کے مضمون کے لئے دیکھئے معارف ج ۴۴ صفحہ ۵۰ اور ثانی الذکر کے لئے جلد ۶۳ صفحہ ۲۶۹-۲۷۷ [۳] المتوفی ۱۲۵۰ھ / ۱۸۳۴ء

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۵۔ اعلاء السنن: علمائے تھانہ بھون کی تصنیف جو کتاب الحج تک گیارہ جلدوں میں شائع ہوئی، اس کے باقی حصے شاید مکمل ہیں جو اب تک نہیں چھپے؛

۶۔ جامع الرضوی: مولانا ظفرالدین صاحب بہاری کی تصنیف جسے چار جلدوں میں مطبع برقی ابوالعلائی نے طبع کیا:۔

مولانا حافظ عبدالعلی نگرامی (۱۲۳۲ھ۔ ۱۲۹۶ھ) کی دو کتابیں نورالایمان فی تائید مذہب النعمان اور الصیوالعقیت اللطیفہ فی تائید مذہب ابی حنیفہ بھی اسی موضوع پر ہیں؛

مشکوٰۃ و بلوغ المرام حدیث کے ابتدائی صفوف میں پڑھائی جاتی ہیں، ان دونوں کتابوں کی افادیت اور ان کے مصنفین کی عظمت و جلالت مسلم ہے لیکن ایک حنفی طالب علم کو اپنی ناتجربکاری کی وجہ سے بڑی دشواری یہ پیش آتی ہے کہ اسے ان کتابوں میں اپنے مسلک کے تمسکات خال خال نظر آتے ہیں، اور وہ محسوس کرتا ہے کہ حنفی فقہ کی بنیاد روایت سے زیادہ درایت و تعقل پر قائم ہے چنانچہ حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ بھی اسی وہم میں مبتلا ہو چکے تھے۔ خود فرماتے ہیں

ولما کنت انا العبد المسکین عبدالحق بن سیف الدین ...	میں بندۂ مسکین عبدالحق بن سیف الدین ...
... بالحرمین الشریفین زادھما اللہ تشریفاً و تعظیماً و کنت اقرأ کتاب المشکوٰۃ وقعت فی ھذہ الخیال وھممت ان ادخل فی مذھب الشافعی فی الحال"	جب حرمین شریفین میں مشکوٰۃ پڑھتا تھا تو مجھے یہ خیال پیدا ہوا کہ فوراً شافعی مذہب کو قبول کر لوں۔

لیکن شیخ عبدالوہاب المتقی مندوی (م ۱۰۰۱ھ) نے اس خیال کا پردہ چاک کیا اور فرمایا:

لے تذکرہ علمائے ہند رحمٰن علی ص ۱۲۹ طبع اول ۱۹۱۴ء ؛ ۲ یہ عبارت فتح المنان کی ہے درمیان کی کچھ عبارت کو میں نے قصداً حذف کر دیا ہے پوری عبارت کے لئے دیکھئے معارف ج ۲۳ صفحہ ۱۷۱ جون ۱۹۲۹ء

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قال من این وقعتم فی ھذہ الخیال لعلہ حصلکم علیہ قراءۃ المشکوۃ بالاستعجال وقال ما ھو الا انھم تتبعوا الاحادیث الواقعۃ موافقۃ لمذھبھم فأوردوھا فی کتبھم مکررۃ وھھنا احادیث اخری راجحۃ علیھا یثبت مذھبنا مکررۃ کمام"

فرمایا تم اس خیال میں کیسے مبتلا ہوتے ہو، غالباً عجلہ کے ساتھ مشکوۃ پڑھنے کی وجہ سے یہ پیدا ہوا اور کہا کہ اصل وجہ یہ ہے کہ ان لوگوں نے اپنے مسلک کے موافق احادیث کو تلاش کر کے اپنی کتابوں میں جمع کر دیا ہے حالانکہ دوسری راجح حدیثیں بھی ہیں جن پر ہمارے مذہب کی بنیاد قایم ہے"

اس گفتگو کے بعد شاہ عبدالحق دہلوی کا دماغ صاف ہوا اور آپ حنفیت پر ثابت قدم ہے پھر فتح المنان تائید حنفیت کے پیش نظر تصنیف فرمائی ، اسی مقصد کے ماتحت علامہ نیموی نے اپنی کتاب آثار السنن تصنیف کی لیکن افسوس کہ علامہ موصوف کا کاسۂ حیات اس کی تکمیل سے پیشتر ہی لبریز ہو چکا تھا، آثار السنن جہاں تک چھپی ہے درسی کتابوں میں شامل ہے اور طلاب حدیث کو فائدہ پہنچا رہی ہے۔ اس سلسلہ کی مفید و جامع کتاب فقہ السنن والآثار ہے زیر طبع ہو گئی تو اس قابل ہوگی کہ حلقۂ درس و تدریس میں رواج پذیر ہو اس کتاب کے ذریعہ طلبہ کی نگاہ احادیث کی بڑی تعداد پر پڑے گی اور ان کو حدیث کے ساتھ فنی مناسبت اور جرح و تعدیل کی تمرین و ممارست حاصل ہوگی ؛

کتاب پر ایک نظر | فقہ السنن والآثار کی ترتیب میں مصنف نے ایک خاص نہج اختیار کیا ہے فقہی ابواب و تراجم کے علاوہ موقع و مقام کی مناسبت سے ایسے ابواب بھی منعقد کئے ہیں جن کو ابواب سے کوئی تعلق نہیں کتاب کی ابتدا ، ایمانیات ، اصول دین اور مناقب سے متعلق ابواب سے کی ہے یہ سارے ابواب "کتاب الجامع" کے ماتحت لائے گئے ہیں۔

فقہی ابواب میں احادیث کی ترتیب اس طرح ہے کہ سب سے پہلے ترجمۃ الباب کی شرعی

آثار سنت ج ۲۳ ص ۲ ، ۴

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حیثیت متعین کرنے والی حدیث پھر ترغیب و ترہیب کی حدیثیں پھر فروع مسائل کی مفصل حدیثیں اور اخیر میں حسب ضرورت ادعیہ کی بھی حدیثیں لائی گئی ہیں، کتاب کی انتہار آداب ظاہرہ و باطنہ اور تہذیب اخلاق سے متعلق ابواب پر ہوتی ہے جن کو کتاب الاحسان محتوی ہے غرض یہ کتاب اپنی جامعیت و افادیت کے لحاظ سے گوناگوں خصائص پر مشتمل ہے۔

کتاب کی اہمیت پر اعیان واماثل کی شہادت اس کتاب کے متعلق اتنا مکرر عرض ہے کہ اختلافی مسائل میں مصنف نے اپنے مسلک اور حنفی نظریات کی تائید ضرور کی ہے لیکن اس سے کسی جماعت کی دلشکنی ہرگز مقصود نہیں، لہٰذا وہ حضرات جو حنفیت کے ہمنوا نہیں ہیں اگر خالص علمی نقطۂ نگاہ سے اس کے خصائص و مزایا کا جائزہ لیں گے تو ہمارے بیان سے ان کو کوئی اختلاف نہ ہوگا۔

مشہور محدث حضرت مولانا نذیر حسین مونگیری ثم الدہلوی (م ۱۳۲۰ھ) کے ایک جلیل القدر شاگرد جناب مولانا عبدالرحمٰن صاحب گیلانی کے ملاحظہ سے یہ کتاب گذری تو آپ نے اپنا تأثر ان لفظوں میں ظاہر کیا:۔

"آپ کی کتاب فقہ السنن والآثار کے مطالعہ سے دل بہت خوش ہوا، شکایتیں اپنی جگہ پر ہیں لیکن آپ کی محنت قابل قدر ہے، انتصار مذہب میں آپ نے حتی الوسع کامیابی حاصل کی۔"

کتاب کے محاسن و جامعیت کو دیکھ کر دارالعلوم دیوبند کے ناظم مولانا محمد طیب صاحب نے فرمایا تھا کہ "اگر یہ کتاب چھپ گئی تو فوراً درس میں شامل کر لی جائے گی" لیکن افسوس کہ ابتک اس کی طباعت معرض التوا میں ہے۔

علامہ طیب مکی کے خاص شاگرد حضرۃ الاستاذ شمس العلماء مولانا سید ولایت بیربھومی سابق صدر المدرسین مدرسہ عالیہ کلکتہ نے بھی اس کتاب کا مطالعہ بغور کیا اور عربی نظم میں اپنی قیمتی و وقیع رائے ظاہر فرمائی اس نظم کے دو شعر ہدیۂ ناظرین ہیں۔

تخالف الرأی فی الاحکام مختصن ... للیسر فی الدین لا للبغض والشحن
تضمنت فیما اری فی کل مسألۃ ... بالحق فلیأخذ عنوا نائبین عن...

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اب اس کتاب کے چند اقتباسات پیش کرتا ہوں کہ اس کی افادیت پوری طرح واضح ہو جائے

اجتہاد حجت قیاس

"عن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اذا حکم الحاکم فاجتہد فاصاب فلہ اجران واذا حکم فاخطأ فلہ اجر اخرجہ الشیخان[1] وفی حدیث معاذ رضی اللہ عنہ حین بعثہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الیمن وقال لہ کیف تقضی قال اجتہد برائی "ولا آلو" فاستحسن صلی اللہ علیہ وسلم جوابہ ورضی بہ، اخرجہ الترمذی، وابوداؤد والدارمی واحمد والبیہقی[2] واخرج عن جماعۃ من الصحابۃ انہم اجتہدوا وقال الاجتہاد ھو القیاس[3]۔"

عمرو بن العاص نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جب حاکم نے فیصلہ میں اجتہاد سے کام لیا اور صحیح فیصلہ کیا تو اس کے لئے دو اجر ہیں اور اگر اس نے خطا کی تو ایک اجر کا مستحق ہوا، (بخاری ومسلم)، اور حضرت معاذ کی حدیث میں ہے کہ جس وقت حضور اکرم انکو یمن کی طرف بھیج رہے تھے تو پوچھا کس طرح فیصلہ کروگے؟ انھوں نے جواب دیا اجتہاد کروں گا اور پس وپیش نہیں کروں گا، حضور نے اس جواب کو پسند فرمایا اور خوش ہوئے (ترمذی، ابوداؤد، دارمی، احمد، بیہقی) اور بیہقی نے صحابہ کی ایک جماعت سے یہ تخریج کی ہے کہ ان لوگوں نے اجتہاد کیا: پھر بیان کیا ہے کہ اجتہاد سے مراد قیاس ہے۔

درء الحدود بالشبہات | عن عمر انہ قال

حضرت عمرؓ نے

---

[1] ب، ج ۲ ص ۱۰۹۲، م، ج ۲ ص ۷۶، [2] یعنی ان لم یکن فی کتاب اللہ وسنۃ رسولہ [3] ج ۱ ص ۱۴۱، اس حدیث میں کلام ہے، وہ یہ کہ حضرت معاذ سے روایت کرنے والا مبہم ہے، پھر حارث بن عمرو متکلم فیہ ہے لیکن ابن حبان نے اس کو کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے (تہذیب ج ۲ ص ۱۵۲) لہذا ابن حبان کے قاعدہ کے مطابق وہ مبہم بھی ثقہ مانا جائیگا [4] ج ۲ ص ۱۴۹ [5] ج ۱ ص ۶۰ [6] ج ۵ ص ۲۳۰ [7] ج ۱ ص ۱۱۴ [8] نصب جلد ۲ ص ۳۰۹

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ادرؤا الحدود عن المسلمين ما استطعتم فان الامام ان يخطئ في العفو خير له من ان يخطئ في العقوبة فاذا وجدتم للمسلم مخرجا فادرؤا عنه اخرجه محمد في الآثار[1] وهو مرسل صحيح واخرجه ابن حزم في الايصال[2] له بسند صحيح وعن ابن عباس نحوه مرفوعا عند ابن عدي[3] والحارثي[4] بسند صحيح وعن عائشة نحوه مرفوعا عند الترمذي[5] وصححه الحاكم[6] ورجح البيهقي[7] وقفه وعن علي عند الدارقطني[8] بسند ضعيف وعن ابي هريرة عند ابن ماجة[9] بسند ضعيف قلت درء الحدود بالشبهات مجمع عليه ثابت من معنى كثير من الصحاح والله اعلم"

فرمایا کہ بقدر امکان مسلمانوں سے درگذر کرو، امام کا درگذر میں خطا کرنا اس سے بہتر ہے کہ وہ سزا دینے میں خطا کرے پس کوئی سبیل نظر آئے تو مسلمان سے حد کو ساقط کرو، اس کی تخریج کی امام محمد نے آثار میں اور یہ مرسل صحیح ہے نیز ابن حزم نے الایصال میں بہ سند صحیح، ابن عباس کی مرفوع روایت ابن عدی اور حارثی کے نزدیک ثابت ہے، حضرت عائشہ کی مرفوع روایت ترمذی میں ہے جس کی تصحیح حاکم نے کی ہے، بیہقی نے اس کے وقف کو ترجیح دی ہے: حضرت علی اور حضرت ابوہریرہ کی روایتیں بہ سند ضعیف دار قطنی اور ابن ماجہ میں ملی الترتیب ہیں، میرا کہنا یہ ہے کہ شبہ کی بنا پر حد نہ جاری کرنا مجمع علیہ اور روایات صحیحہ کے مفہوم سے ثابت ہے۔

---

[1] ص ۸۳، عن ابی حنیفۃ عن حماد عن ابراہیم عن عمر [2] النیل: ج ۷ ص ۱۹ [3] الجواہر المنیفۃ: ج ... ص .. [4] یہ سخاوی کا بیان ہے دیکھو حاشیہ ہدایۃ للسنبھلی: ج ۲ ص ۲۲۱ [5] ج ۱ ص ۱۷۱ [6] ج ۴ ص ۳۰۴، علامہ ذہبی نے تعقب کیا ہے، امام ترمذی نے اس روایت کو یزید بن زیاد کی وجہ سے معلول بتایا ہے [7] نصب: ج ۳ ص ۵۰، [8] ج ... ص ۳۴۴؛ سند میں مختار التمار ضعیف راوی ہے [9] ص ۱۸۶؛ [10] بلوغ المرام ص ۹۹؛ [11] ماعز صحابی کا واقعہ مشہور ہے جس کی روایت ابن عباس نے کی ہے (بخاری)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مصنف کی طرز نگارش کا اندازہ مذکورۂ بالا دو باب سے ہو سکتا ہے، فٹ نوٹ پر اصل کے مطابق حوالجات اور فنی اشارات بھی پیش کر دیئے گئے ہیں: چونکہ یہ کتاب متن حدیث کی ہے لہذا طول کلام سے بالکلیہ احتراز کیا گیا ہے البتہ بقدر امکان یہ کوشش کی گئی ہے کہ ہر باب میں جملہ مباحث کا عطر و خلاصہ پیش کر دیا جائے۔

ابتدار و انتہا| کتاب کی تصنیف کا آغاز مورخہ ۲۰ ذوالحجہ ۱۳۵۵ھ کو ہوا اور مورخہ ۲۷ رمضان المبارک ۱۳۵۹ھ کو قبیل طلوع فجر، جامع مسجد ناخدا (کلکتہ) میں قلم کا مسافر تمام منازل طے کرتا ہوا منزل مقصود کو پہنچا؛

اس کی پہلی حدیث "انما الاعمال بالنیات" ہے اور آخری حدیث "کلمتان حبیبتان الی الرحمٰن خفیفتان علی اللسان ثقیلتان فی المیزان سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم" ہے، وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

خلافت عباسیہ

جلد دوم ۔ تاریخ ملت کا چھٹا حصہ جس میں اٹھائیس ۲۸ حکمرانوں متوکل سے لے کر مستعصم تک کے تمام تاریخی حالات بڑی کاوش سے جمع کئے گئے ہیں اس حصے میں بھی پہلے حصے کی تمام خصوصیتوں کا لحاظ رکھا گیا ہے واثق باللہ کے زمانہ تک ایک صدی کو چھوڑ کر عباسی خلافت کے چار سو چوبیس سال کے دور حکومت کی تاریخ آپ کو اس میں ملے گی جس سے اندازہ ہوگا کہ بغداد جو مسلمانوں کی عظمت و اقتدار کا گہوارہ اور مشرقی ملکوں کا سرتاج تھا کس طرح ویران و پراگندہ ہو کر ان متفرق جماعتوں کا مسکن ہو کر رہ گیا جو ہلاکو خاں کی فوج کے ساتھ آئی تھی سلاطین بویہ، سلاجقہ، زنگی ایوبی علویین، باطنیہ وغیرہ ہم عصر دول اسلامیہ کے حالات کا جامع خلاصہ بھی آپ کو اس کتاب میں ملے گا کتاب کے آخر میں عباسی خلافت کے تمام دوروں پر ایک سیاسی اور تاریخی نظر ڈالی گئی ہے جو کم و بیش ۸۰ صفحات پر مشتمل ہے صفحات ۴۷۶ قیمت غیر مجلد چار روپے بارہ آنے قیمت مجلد پانچ روپے

مکتبہ برہان اردو بازار جامع مسجد دہلی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

امیر الامراء نواب نجیب الدولہ ثابت جنگ

اور

جنگ پانی پت

(مفتی انتظام اللہ صاحب شہابی اکبر آبادی)

(۹)

اس روایت کا راوی کاشی راج ہے وہ نجیب الدولہ کا سخت دشمن ہے یہ قرین قیاس کہاں تک ہو سکتا ہے کہ برخوردار خاں کے آدمی اتنی جلد قتل بھی کر دیں لاشیں زمین میں دفن کر کے نشان تک باقی نہ رکھیں شاہ کے آدمی پہنچ نہ سکیں اور بادشاہ منتظر بیٹھا رہے یہ گپ سے زیادہ وقیع نہیں مورخین میدان جنگ میں جنکوجی باؤ بنڈت کا کام آنا لکھتے ہیں۔

نواب عنایت خاں | حافظ الملک مرض سرسام میں مبتلا ہونے کے باعث جنگ پانی پت میں حصہ نہ لے سکے مگر نواب عنایت خاں نے ایک کافی تعداد سپاہ کے ساتھ بادشاہ کے ہمرکاب رہ کر مختلف معرکوں میں اپنی شجاعت کے جوہر دکھائے؎ ہر ایک سردار روہیلہ نے اپنی کرنے میں کسر نہ رکھی سب کی مساعی کا ہی ثمرہ تھا کہ عظیم الشان فوج پر فتح پائی مگر اس کے ساتھ ہی یہ دیکھنے کے قابل ہے کہ شجاع الدولہ بہاؤ سے تعلق ہر حال میں رکھ رہے تھے مگر مرہٹوں میں کوئی ایسا شخص نہ تھا جو اپنی جماعت کے خلاف کوئی کام کر رہا ہو حتیٰ کہ مسلمان اس کے ساتھی وفاداری کا کامل طور سے مظاہرہ کر رہے تھے فتح خاں گاردی کو بہت کچھ پیغام پہنچائے گئے تھے کہ وہ اکثر شاہ درانی کے ساتھ ہو جائے مگر اس نے بہاؤ کی دوستی کو ترجیح دی فتح خاں گاردی و ابراہیم خاں گاردی کو مطلق اسلامی لشکر سے ہمدردی نہ تھی بقول مولانا اکبر شاہ خاں

؎ تاریخ ہندوستان از مولوی سید مدد علی تپش اکبر آبادی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جن دونوں بھائیوں سے اسلامی لشکر کو اس قدر عظیم الشان نقصان پہنچا اتنا مرہٹہ سرداروں سے نہیں پہنچا۔"

شاہی دربار! اس معرکہ میں جس قدر مال غنیمت اور ساز و سامان سرکاری خزانہ میں آیا اس کا اندازہ کرنا کچھ آسان نہیں۔ نمایاں فتح و فیروزی کے بعد ایک رفیع الشان دربار منعقد کیا گیا جس میں بادشاہ نے فوج کے تمام افسروں کو ان کی حیثیت و خدمت کے مناسب عہدے منصب اور خلعت فاخرہ مرحمت فرمائے۔

عنایت خاں بہادر کی شاہ نامدار نے خصوصیت کے ساتھ تعریف کی اور فرمایا یہ نمایاں فتح تم کو مبارک اور تم پر اور تمہارے والد ماجد حافظ الملک پر اللہ کی رحمت ہو جنہوں نے اسلامی حمیت میں وہ حسن خدمات ادا کیں جو قیامت تک تاریخی صفحات کے ذریعہ یادگار رہیں گی۔"

یہ کہہ کر فرط مسرت سے بادشاہ یکایک کھڑا ہو گیا اور نہایت جوش قلبی سے فرمایا کہ عنایت خاں آج خدا کے فضل سے ہندوستان کی اقلیم دہلی سے بنگالہ اور دکن تک تمہاری مملکت ہے میں نے امداد الہٰی سے یہ زمین تمہارے دشمنوں سے بالکل خالی کر دی امید کہ یہ آئے دن کے جھگڑوں اور روز کے تنازعات سے پاک و صاف رہے گی اور تم اطمینان کے ساتھ ہندوستان پر فرمانروائی کرو گے اور میری جانب کے لئے ہمیشہ دعائے خیر کرتے رہو گے

اس واقعہ کو عبدالکریم تاریخ احمد میں یہ لکھتا ہے۔

وا ز راہ عنایت سلطانی عنایت خاں بہادر خلف حافظ الملک ارشاد گردید کہ ایں فتح تو مبارک باد و رحمت خدا بر تو و پدر تو باد خطاب سرداران نمودہ فرمود کہ اکنوں ملک ہندوستان از دہلی تا بنگالہ و دکن برائے شما خالی و از دشمناں پاک کردم بدلجمعی و آسائش تمام عمل خود نمودہ بدعائے دولت ما مشغول باشید

یہی مورخ لکھتا ہے کہ شاہ درانی نے آسمان شاہ فرمایا۔

اور نواب شجاع الدولہ کو میں اپنے ساتھ لے جاتا ہوں اس لئے کہ وہ تمہاری قوم میں سے

لہ تاریخ احمد صفحہ ۱۱۳

© rasailojaraid.com

نہیں ہے۔ میں اس کو ایک وسیع اور زرخیز ملک بخش دوں گا۔

جب بادشاہ تقریر ختم کر چکا تو حافظ الملک نے کھڑے ہو کر مودبانہ معروضہ پیش کیا کہ ظل سبحا
ہم میں اور نواب شجاع الدولہ میں ہرگز دوئی نہیں ہے ہم اور وہ ایک ہیں انھوں نے بہت سے
نازک موقعوں پر ہمیں امداد دی ہے اور اکثر خوفناک مقاموں پر ہماری کمک کی ہے اصل یہ ہے کہ
ہم ان کے قیمتی احسانات سے ہرگز سبکدوش نہیں ہو سکتے اس لئے جہاں پناہ اپنے ہمرکاب لیجا
قیمتی خیال کو گو وہ سراسر نواب صاحب کے سود و بہبود اور فلاح کے متعلق ہی کیوں نہ ہو
ترک فرمائیں ورنہ ہندوستانیوں کو یہ کہنے کا موقعہ مل جائے گا کہ آخر قوم افاغنہ نے آپس میں
اتفاق کر کے ایک شخص کو جو ہندوستان میں باقی رہ گیا تھا نکال دیا۔[1]

فرمایا کہ میں خود جانتا ہوں کہ تمہیں نواب سے خصومت نہیں لیکن آئندہ اس کا نتیجہ حسب
دلخواہ نہ ہوگا خیر میں اس وقت تمہاری التجا قبول کرتا ہوں۔

غداروں کا انجام

قتل ابراہیم گاردی | جشن فتح کے بعد احمد شاہ درانی نے دریافت کیا ابراہیم خاں کس سردار کے پاس
قید ہے حافظ الملک نے حضور شاہ میں حاضر کیا البتہ رحم دلی سے اس کے لڑکے کو مخفی طور سے
رہا کر دیا۔ آخر ش بحکم شاہ ابراہیم افغانہ کے خون کے بدلے میں قتل کرا دیا گیا۔[2]

غازی الدین خاں | غازی الدین خاں عماد الملک جو اس لڑائی کا بانی تھا وہ جنگ کا رنگ دیکھ کر سورج مل
جاٹ کے پاس بھرت پور چلا گیا پھر دکن چلا گیا اور بیس سال تک بھیس بدلے مارا مارا پھرا اس
آوارہ گردی میں کوئی کام ایسا نہ کیا جس سے تاریخ میں اس کا ذکر آتا۔[3]

میر تقی میر اپنی تصنیف "ذکر میر" میں لکھتے ہیں کہ

نواب عماد الملک باایں سن یگانہ عصر است اوصاف بسیار دارد۔ چنانچہ پنج شش خط بخوبی می نویسد شعر
ریختہ فارسی ہر دو بامزہ می گوید بحال فقیر عنایتے بیش از بیش می کند ہر گاہ بخدمت شریف او حاضر شدہ ام

---

[1] تاریخ تذکرۂ عالم حصہ اول صفحہ ۳۹۲ [2] گل رحمت [3] حیات حافظ رحمت خاں صفحہ ۱۰۹

© rasailojaraid.com

خطے برداشتہ[1]

بقیہ عماد الملک کے احوال میں مولوی سید الطاف علی بریلوی لکھتے ہیں ۱۷۹۰ء میں انگریزی پولیس نے عماد الملک کو گرفتار کیا تو اس کا حال معلوم ہوا اور گورنر جنرل کے حکم سے مکہ معظمہ بھیج دیا گیا آخر عمر میں ہندوستان آکر احمد شاہ ابدالی کے جانشین تیمور شاہ سے اخلاص پیدا کیا اور ملتان کے صوبہ دار سے یارانہ جوڑا اور یہیں اس کی عمر کا خاتمہ ہوا[2]

امیر الامرائی | شجاع الدولہ کو تاکید کی شاہ عالم جو اپنے باپ عالمگیر ثانی کے شہید ہونے سے قبل بنگال چلے گئے تھے ان کی اطاعت ملحوظ رکھے اور وزارت شاہ عالم کا عہدہ ان کو تفویض کیا اور جب تک شاہ عالم دلی واپس ہو مرزا جوان بخت کو نائب سلطنت مقرر کر کے نواب نجیب الدولہ کو منصب امیر الامرائی پر فائز کیا اور حکم دیا کہ شاہزادے کے ساتھ دہلی میں قیام پذیر ہو نواب احمد خاں بنگش کو منصب بخشی گری پر ممتاز کیا اور حافظ الملک کو اپنی جانب سے بادشاہ ہندوستان کے پاس وکیل مطلق یا مختار کل مقرر فرمایا[3]

اسی طرح دوسرے امرا کو مناصب و خلعت ہائے سرفرازی عطا کئے نواب عنایت خاں اور نواب دوندے خاں کی عدیم المثال بہادری کی بنا پر سرکار اٹاوہ عنایت خاں کو اور شکوہ آباد دوندے خاں کو بطور انعام عطا کیا ۔ جاگیر کے علاوہ عنایت خاں کو منصب ہفت ہزاری خلعت داسپ خطاب نوابی اور نوبت و علم بھی مرحمت کئے گئے[4]

۱۶ر شعبان ۱۱۷۴ھ کو شاہ درانی معاودت فرماتے قندھار ہوئے۔

(باقی آئندہ)

---

[2] تاریخ ہندوستان مولفہ مولوی ذکاء اللہ صفحہ ۹۱

[3] حیات حافظ رحمت خاں صفحہ ۱۱۰

[4] حیات حافظ رحمت خاں صفحہ ۱۱۰

© rasailojaraid.com